تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار　　　لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ　　　لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم　　۱۸ تا ۲۴ جنوری ۲۰۰۱ء　(۲۲ تا ۲۸ شوال ۱۴۲۱ھ)　　مدیر : حافظ عاکف سعید

خدائی نظام کے غلبہ کا طریق کار

خدائی نظام' جس کی نمائندگی اسلام کرتا ہے —— جیسا کہ حضرت محمد ﷺ اسے لے کر آئے —— زمین میں' انسانوں کی دنیا میں صرف اس بنا پر جاری و نافذ نہیں ہو سکتا کہ وہ خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اور نہ صرف لوگوں تک اسے پہنچا دینے اور اسے واضح کر دینے سے وہ برپا ہو سکتا ہے۔ اور نہ وہ اس طرح نافذ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی قوت سے بزور اسی طرح نافذ کر دے جس طرح وہ افلاک اور ستاروں کی گردش میں اپنا قانون بزور نافذ کرتا اور ان کے طبعی اسباب پر نتائج کو مترتب فرماتا ہے۔

یہ خدائی نظام اسی وقت بروئے کار آ سکتا ہے جب انسانوں کا ایک گروہ اس کا حامل بن جائے' یعنی وہ اس پر پوری طرح ایمان لائے' اسے اپنی زندگی کا نصب العین اور اپنی آرزوؤں کا منتہا و مقصود بنائے' وہ جدوجہد کرے کہ یہ نظام اسی طرح دوسرے لوگوں کے دلوں اور ان کی عملی زندگی میں بھی جاری و نافذ ہو جائے۔ وہ اس نصب العین کے حصول کے لئے اتنی جدوجہد کرے کہ اس کے بعد کسی جدوجہد کی ضرورت رہے اور نہ طاقت بچے! یہ گروہ انسانی کمزوری' انسانی ہوا و ہوس اور انسانی جہل سے —— جو اس کے نفوس اور دوسروں کے نفوس میں ہو —— جہاد کرے! وہ ان لوگوں سے جہاد کرے جو اپنی ہوا و ہوس اور اپنے جہل کے باعث اس نظام کی راہ میں حائل ہیں۔ اس سب کے بعد وہ اس خدائی نظام کو غالب و نافذ کرتے ہوئے اس حد اور اس بلند سطح تک پہنچ جائے جو انسانی فطرت کے بس میں ہو! اگرچہ وہ انسانوں کو اسی نقطے سے لے کر چلے' جہاں وہ بالفعل موجود ہوں اور وہ اس نظام کے مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے انسانوں کی عملی اور واقعی حالت اور اس حالت کے تقاضوں کو فراموش نہ کرے۔ پھر کبھی یہ گروہ اپنے نفوس اور اپنے ساتھ کے لوگوں کے نفوس پر فتح و نصرت سے ہم کنار ہو گا اور کبھی اپنے نفوس اور انسانوں کے نفوس کے ساتھ معرکہ میں ہزیمت سے دوچار ہو گا۔ لیکن ہر شے' ہر جدوجہد اور ہر ذریعہ و وسیلہ سے قبل ایک اور اہم اور نہایت فیصلہ کن عنصر یہ ہے کہ یہ گروہ کس حد تک اس نصب العین کے لئے یکسو ہے' کس حد تک وہ اپنی زندگیوں سے اس نظام کی نمائندگی کر رہا ہے اور کس حد تک اس کا اللہ سے —— جو اس نظام کا بھیجنے والا ہے —— تعلق ہے اور وہ کس حد تک اس پر بھروسہ اور توکل کرتا ہے! —— یہ ہے اس دین کی حقیقت اور اس کا طریق کار اور یہ ہے اس کی حرکت و عمل کا راستہ اور ذریعہ!

(سید قطب شہید کی تفسیر فی ظلال القرآن' جلد دوم' ص ۴۴۳ سے ایک اقتباس)

اس شمارے میں

☆ الہدیٰ اور فرمان نبویؐ　2
☆ امیر تنظیم اسلامی کا خطاب جمعہ　3
☆ تجزیہ　5
☆ جاگو جگاؤ　7
☆ مذہبی جماعتوں کا سیاسی کردار　8
☆ کاروان خلافت　9
☆ What is Secularism　11
☆ افہام و تفہیم　12
☆ متفرقات　✪

نائب مدیر :
فرقان دانش خان
معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ مرزا ندیم بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین
پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون ۔/175 روپے

قیمت : 4 روپے　　　شمارہ : 3

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الھدیٰ

از : ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ البقرۃ (٦)

﴿ الٓمٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ ﴾

"الف لام میم! یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ' ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لئے۔"

تمہیدی مباحث

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن حکیم کی فلاں دو سورتیں جوڑے کی شکل میں ہیں تو ان کی یہ باہمی نسبت بالعموم دو حوالوں سے ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ ان دو سورتوں میں بعض اعتبارات سے ظاہری و معنوی مشابہت بہت نمایاں ہو گی اور دوسرے یہ کہ ان میں بعض اعتبارات سے عکسی (reciprocal) نسبت ہو گی۔ اس بات کو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ان سورتوں میں تکمیلی نسبت ہو گی کہ دونوں سورتیں مل کر ایک مضمون کو مکمل کر رہی ہوں 'یعنی مضمون کا ایک رخ ایک سورت میں بیان ہو گیا ہو اور اسی کا ایک دوسرا رخ دوسری سورت میں آگیا ہو۔ زوجین میں یہ دونوں چیزیں لازم ہیں۔ اس پہلو سے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران میں ظاہری مشابہت اور جوڑا ہونے کے اعتبار سے صرف چند چیزیں نوٹ کر لیجئے! جہاں تک مشابہت کا تعلق ہے ایک بات تو بہت نمایاں ہے کہ سورۂ بقرہ بھی اور سورۂ آل عمران بھی حروف مقطعات "الم" سے شروع ہو رہی ہے۔ اس کے بعد ١٩ویں اور ٢٠ویں پارے میں جا کر چار سورتیں ملیں گی جن کا آغاز "ال م" سے ہو رہا ہے یعنی سورۂ عنکبوت' سورۂ روم' سورۂ لقمان اور سورۂ سجدہ۔ یہ چاروں سورتیں مکی ہیں جبکہ البقرۃ اور آل عمران مدنی سورتیں ہیں۔ دوسری مشابہت یہ کہ ان دونوں کے آغاز میں قرآن حکیم کی عظمت کی طرف خصوصی اشارہ ہے۔ سورۂ بقرہ کے آغاز میں فرمایا: ﴿ الٓمٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ ﴾ یہاں الم کے بعد قرآن مجید کی عظمت اور اس کے ہدایت ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ بالکل یہی بلکہ اس سے بھی شاندار اور پر جلال انداز میں یہی مضمون سورۂ آل عمران میں آ رہا ہے ﴿ الٓمٓ ○ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ○ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ○ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ﴾ "الم: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ زندہ اور قائم ہے۔ (اے محمدؐ) اتاری اللہ نے آپ پر یہ کتاب حق کے ساتھ 'جو تصدیق کرتے ہوئے آئی ہے اس کی جو اس کے سامنے موجود ہے۔ اور اسی نے اتاری تھی تورات اور انجیل اس سے قبل لوگوں کے لئے ہدایت نامہ بنا کر اور اس نے اتاری ہے "الفرقان"۔ یہ بھی مشابہت کا ایک پہلو ہے۔

ان میں مشابہت کا تیسرا پہلو اختتام پر آتا ہے۔ سورۂ بقرہ کے اختتام پر نہایت عظیم دعا وارد ہوئی ہے: ﴿ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا... ﴾ اسی طرح آل عمران کے اختتام پر بھی چار پانچ آیات پہلے ایک عظیم دعا آئی ہے جو کئی آیات پر مشتمل ہے: ﴿ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ....اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○ ﴾ اگرچہ سورۂ بقرہ کی ایک ہی آیت دعا پر مشتمل ہے اور یہاں متعدد آیات ہیں لیکن حجم کے اعتبار سے ان میں زیادہ فرق نہیں ہے۔

فرمان نبویؐ

از : چوہدری رحمت اللہ بٹر

ایمان اور اسلام کیا ہے؟

عَنْ عَمْرِو بْنُ عَبَسَةَ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ مَّعَكَ عَلَى هٰذَا الْاَمْرِ؟ قَالَ : ((حُرٌّ وَعَبْدٌ)) قُلْتُ مَا الْاِسْلَامُ؟ قَالَ : ((طِيْبُ الْكَلَامِ وَ اِطْعَامُ الطَّعَامِ))۔ قُلْتُ مَا الْاِيْمَانُ؟ قَالَ : ((الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ)) قَالَ قُلْتُ اَيُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ؟ قَالَ ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ)) قَالَ : قُلْتُ اَيُّ الْاِيْمَانِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : ((خُلُقٌ حَسَنٌ . . .)) (رواہ احمد)

"حضرت عمرو بن عتبہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا: اے اللہ کے رسولؐ! اس دین اسلام کے معاملے میں آپ کے ساتھ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: "آزاد اور غلام (سب ہی)" میں نے سوال کیا: اسلام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "کلام کی عمدگی اور کھانا کھلانا"۔ میں نے سوال کیا ایمان کیا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: "صبر کرنا اور سخاوت کرنا"۔ میں نے عرض کیا: کون سا اسلام افضل ترین ہے؟ آپؐ نے فرمایا ("اس کا اسلام افضل ترین ہے) جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے تمام مسلمان سلامتی میں ہوں"۔ میں نے عرض کیا: ایمان کون سا افضل ترین ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "اخلاق کا بہترین ہونا۔"

یہ ارشادات ایک طویل حدیث کا حصہ ہیں جس کا باقی حصہ ان شاء اللہ اگلی دفعہ بیان ہو گا۔ پہلی بات جو اس فرمان نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے سامنے آئی وہ یہ ہے کہ اسلام کی دعوت تمام نوع انسانی کے لئے ہے خواہ ان کی کوئی بھی حیثیت ہو' خواہ وہ آزاد ہوں یا غلام ہوں اور خواہ وہ کسی بھی قبیلے یا نسل سے ہوں۔ بہرکیف تمام انسانوں تک اس دعوت کو پہنچنا چاہئے اور یہی حق ہے اس پیغام کا جو نبی اکرم ﷺ دے کر بھیجے گئے۔ دوسری بات اس طرف رہنمائی کرتی ہے کہ اسلام ہر شخص کو یہ دعوت دیتا ہے کہ وہ جو بات بھی زبان سے نکالے وہ بامقصد اور درست ہونی چاہئے کیونکہ انسانی اعمال نتیجہ خیز ہیں اور ان کی جزا و سزا مل کر رہے گی۔ پھر یہ کہ اولاد آدم ہونے کے ناطے سے ہر شخص پر یہ بات لازم آتی ہے کہ وہ انسانی ہمدردی کا حق ادا کرے اور اپنے معاشرے میں بیکس اور نادار انسانوں کی خبرگیری لازماً کرے کیونکہ یہ تمام انسان اصل میں اللہ کا کنبہ ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے کنبے کے افراد میں ایک دوسرے کے لئے ہمدردی اور بھلائی کا جذبہ برقرار رہے۔ یہاں تک کہ ہر شخص جو اللہ تعالیٰ کو رب ماننے کا دعوے دار ہے تو اُسے جان لینا چاہئے کہ وہ اللہ کی محبت حاصل ہی نہیں کر سکتا اگر اس کے ہاتھ اور زبان سے کسی دوسرے پر ظلم و زیادتی کا ارتکاب ہوتا ہو کیونکہ یہ چیز اللہ کو مالک مان کر اسلام لانے کے ہی یکسر خلاف ہے۔ اور آخری بات یہ کہ حقیقی ایمان وہی ہے جو انسان کی سیرت و کردار میں مثبت تبدیلی پیدا کرے چنانچہ ایمان کا اعلیٰ ترین مظہر خوش اخلاقی اور حسن سیرت ہے۔

امریکہ آزاد کشمیری ریاست کے قیام پر تلا ہوا ہے

مسجد دارالسلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۱۲/ جنوری ۲۰۰۱ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

پچھلے جمعہ دعوت قرآنی کے خلاصہ کے طور پر ایک اہم قرآنی اصطلاح "عبادت رب" کا مفہوم بیان ہوا تھا۔ اس ضمن میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ تمام انبیاء کی دعوت کا مرکزی نکتہ یہی ہے۔ از روئے قرآن جن وانس کی غایت تخلیق بھی عبادت رب ہی ہے۔ تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عبادت کے مفہوم کے حوالے سے ہمارے تصورات میں محدودیت اور کجی پیدا ہوتی چلی گئی۔ آج ہم صرف چند مراسم عبودیت کی ادائیگی کر کے سمجھتے ہیں کہ عبادت رب کا حق ادا کر دیا۔ جبکہ عبادت اور بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ زندگی کے انفرادی و اجتماعی تمام گوشوں میں اللہ کی کلی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کی جائے۔ امام ابنِ تیمیہ ؒ اور حافظ ابن قیمؒ کے مطابق اطاعت اور محبّت کے مجموعے کا نام عبادت ہے۔ یعنی اللہ کی اطاعت اگر اس کی محبّت کے جذبے سے سرشار ہو کر کی جائے تو اس کا نام عبادت ہے۔ میرے نزدیک عبادت کے مفہوم میں اطاعت اور محبّت کا وہی رشتہ ہے جو تعلق جسم اور جان کا آپس میں ہوتا ہے۔ جیسے جان کے بغیر جسم بے معنی اور بے وقعت ہے۔ اسی طرح محبّت خداوندی کے بغیر اطاعت بے جان ہوتی ہے۔ "اصطلاح عبادت رب کے حوالے سے دعوت قرآنی کا خلاصہ" کے ضمن میں میری سلسلہ وار گفتگو میں آج کا موضوع یہی محبّت خداوندی ہے۔

> دنیا کی محبتیں اللہ اور اس کے رسول
> کی محبت کے تابع ہیں تو جائز
> ہیں ورنہ یہ عذاب بن سکتی ہیں

حب' بغض کی ضد ہے۔ انسان کی سرشت میں کنبہ' قبیلہ' وطن' اولاد' وجاہت' اختیار' جنس مخالف اور مال وغیرہ کی بہت سے محبتیں پائی جاتی ہیں۔ ان گوناگوں محبتوں کا تجزیہ کیا جائے تو انہیں تین سطحوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

محبّت کی پہلی سطح کا تعلق انسانی طبع اور جبلت سے ہے۔ کچھ چیزوں کی محبّت اللہ نے انسانی جبلت میں ودیعت کر دی ہے۔ تاکہ دنیا کا نظام چلے اور دنیا کی رونق برقرار رہے۔ مثلاً جنس مخالف کی محبّت کے باعث نسل آگے بڑھتی ہے۔ مال کی محبّت کے باعث مسابقت اور کاروباری مقابلہ کی فضا وجود میں آتی ہے جس سے دنیا میں رنگارنگی پیدا ہوئی ہے۔ اسی طرح اولاد کی محبّت بھی جبلت میں رکھ دی گئی ہے۔ اسی محبّت کی وجہ سے ماں باپ اپنا آرام قربان کرتے ہیں تو بچے پلتے ہیں۔ اگر یہ محبّت نہ ہوتی تو تمدن کا ہنگامہ جاری نہ رہتا۔ قرآن میں کئی مقامات پر اس حقیقت کا ذکر کیا گیا ہے کہ کچھ محبتیں انسان کی سرشت کا حصہ بنا دی گئی ہیں۔ سورۂ آل عمران کی آیت ۱۴ میں اسی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ :

> "لوگوں کے دِلوں میں نفس کو مرغوب چیزوں کی محبّت ڈال دی گئی ہے یعنی عورتیں' بیٹے' مال و زر کے ڈھیر' پلے ہوئے گھوڑے' مویشی اور کھیتیاں۔ یہ حیاتِ دنیوی میں برتنے کی چیزیں ہیں۔ اور اللہ کے پاس جو ٹھکانا ہے وہ ان سب سے بہتر ہے"۔

دوسری سطح کی محبتوں کا تعلق انسان کی فطرت اور عقل سے ہے۔ اگر فطرت مسخ نہیں تو احسان مندی کی بنیاد پر جو محبّت وجود میں آتی ہے' اس کا تعلق اس دوسری سطح کی محبّت سے ہے۔ گویا یہ محسن کے لئے جذبہ تشکر کے طور پر پیدا ہونے والی محبّت ہے۔ عبادت کا تعلق اسی محبّت سے ہے۔ دراصل جب انسان پر کوئی احسان کرتا ہے تو فطری طور پر اس میں جذبہ تشکر پیدا ہوتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس نیکی کا بدلہ دے لیکن اگر کسی محسن کے احسان کا بدلہ دینا بس میں نہ ہو تو یہی جذبہ تشکر بندگی یا عبادت میں ڈھل جاتا ہے۔ بعض ادوار میں سورج کو اسی لئے پوجا گیا کہ کچھ لوگوں کی نظر یہیں تک پہنچی کہ بخارات کا بننا' بارش کا ہونا' فصلوں کا پکنا سورج ہی کی روشنی اور حرارت کا مرہونِ منت ہے' لہٰذا انہوں نے اسی کے سامنے ڈنڈوت کرنا شروع کر دی۔ والدین کی محبّت بھی اسی خانے میں آتی ہے۔ انسان جب شعور کی ابتدائی منازل طے کر رہا ہوتا ہے تو اس کے لئے سب سے بڑے محسن اس کے والدین ہوتے ہیں۔ اس کے دل میں ان کے لئے جذبہ تشکر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن جیسے جیسے انسان کے شعور کا دائرہ وسیع ہوتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ میرے والدین ہی نہیں' میرا کنبہ' قبیلہ اور پھر میرا وطن بھی میرا محسن و مددگار ہے تو وہ احسان مندی کے جذبات کے تحت ان کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کو تیار ہو جاتا ہے۔ فطرت اور عقل کی روشنی میں یہی جذبہ تشکر اسے منعم حقیقی کی معرفت میں مدد دیتا ہے۔ کیونکہ جن لوگوں کو عقل صحیح اور فطرتِ سلیم عطا ہوتی ہے وہ پہچان لیتے ہیں کہ یہ سارے احسانات اور انعامات اللہ کی طرف سے ہیں لہٰذا وہ سب سے بڑھ کر اللہ ہی سے محبّت کرتے ہیں۔ سورۂ لقمان میں اسی ترتیب کا ذکر ہے :

> "اور ہم نے دی لقمان کو حکمت کہ شکر کر اللہ کا۔ اور جو کوئی شکر کرے اللہ کا تو اپنے ہی بھلے کو شکر کرتا ہے۔ اور جس نے ناشکری کی تو اللہ غنی اور حمید ہے۔ اور یاد کرو کہ جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے سے جب کہ وہ اسے نصیحت کر رہا تھا کہ اے بیٹے شریک نہ کرنا کسی کو اللہ کا۔ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اور ہم نے وصیت کی ہے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں کہ اس کی ماں نے اس کو اٹھائے رکھا پیٹ میں مشقت پر مشقت اٹھا کر۔ اور دودھ چھڑانا دو برس میں۔ لہٰذا شکر ادا کر میرا اور اپنے ماں باپ کا۔ آخر تجھے میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے"۔

> مربی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
> تربیت کے ذریعے صحابہؓ کو آسمان
> ہدایت کے درخشاں ستارے بنا دیا

اولاد کی محبّت انسانی جبلت کا حصہ ہے جبکہ والدین کی محبّت انسان کی جبلت میں نہیں رکھی گئی۔ اسی لئے قرآن میں اولاد کی محبّت کی کہیں ترغیب نہیں ملتی لیکن والدین کے ساتھ احسان اور بھلائی کا جابجا حکم دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ والدین اگر مشرک اور کافر بھی ہوں تو ان کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم ہے اگرچہ ظاہر ہے کہ شرک اور کفر میں ان کی اطاعت نہیں ہوگی۔ اللہ کی محبّت کے بعد ساتھ والدین کا حق ہی نہیں بلکہ اور بھی بہت سی محبتیں جڑ کر آتی ہیں۔ اللہ کی محبّت کے بعد رسولؐ کی محبّت سب محبتوں پر فائق

ہے۔ رسول ؐ کی محبّت بھی احسان مندی کے جذبے کے باعث ہے۔ دراصل اللہ کی سب سے بڑی نعمت "ہدایت" ہے۔ ہدایت وہ نعمت ہے کہ اگر وہ حاصل ہے تو دوسری نعمتیں رحمت ہیں ورنہ بدون نعمت ہدایت کے یہی نعمتیں زحمت بن جاتی ہیں۔ مثلاً دولت' اولاد' صحت نعمتیں ہیں۔ اگر ہدایت نہیں ہے تو یہی نعمتیں اللہ کی نافرمانی کا ذریعہ بنیں گی اور انسان کی پکڑ کا باعث ہوں گی۔ چونکہ نعمت ہدایت ہمیں حضور ﷺ کے ذریعے سے ملی۔ اس لئے آپؐ کی محبّت بھی اللہ کی محبّت کے ساتھ لازم ہے۔ جیساکہ سورۂ آل عمران کی آیت ۳۱ میں فرمایا گیا:

"(اے نبیؐ) فرمادیجئے اگر تم اللہ سے محبّت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو' اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

جس طرح اللہ کی محبّت کے ساتھ رسول ؐ کی محبّت ہے اسی طرح رسول ؐ کی محبّت کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبّت

اللہ کے احکامات کی نافرمانی پر

غیرت جوش میں نہیں آتی تو

سمجھ لیں اللہ کی محبت نہیں

ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "جسے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بغض ہے اسے درحقیقت مجھ سے بغض ہے"۔

اللہ کی محبّت کے ساتھ ایک اور محبّت بھی جڑ کے آتی ہے۔ اگر کسی کو اللہ سے محبّت ہے تو اسے اللہ کے احکام سے بھی محبّت ہوتی ہے۔ جس کے باعث اللہ کی شریعت کیلئے ایک غیرت پیدا ہوتی ہے۔ اگر اللہ کی شریعت پامال ہو رہی ہو' اس کے احکامات کی دھجیاں بکھیری جارہی ہوں اور ہم آرام سے بیٹھے ہوں تو پھر اللہ کی محبّت نہیں ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث قدسی میں ہے' حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "ایک بستی میں جب اللہ کی نافرمانی حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس بستی کو الٹ دو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ باری تعالیٰ اس بستی میں ایک شخص ایسا بھی ہے جس نے زندگی بھر پلک جھپکنے کے برابر بھی تیری معصیت نہیں کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پوری بستی کو پہلے اس شخص پر الٹ دو پھر دوسری پر' کیونکہ اس کے گرد ہمارے احکامات کی دھجیاں بکھیری جاتی رہیں اور اسکے ماتھے پر بل تک نہیں آیا"۔

گویا اگر اللہ کے احکامات کی نافرمانی پر آپ کی غیرت نے جوش نہیں کھایا اور آپ اللہ کی بڑائی قائم کرنے اور اس کے خلاف دنیا میں موجود بغاوت کو فرو کرنے کے لئے جدوجہد نہیں کررہے تو پھر اللہ سے محبّت کا دعویٰ بے بنیاد ہے۔ سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۲۴ میں یہی فرمایا گیا ہے کہ طبعی محبتیں اللہ' رسول اور جہاد فی سبیل اللہ کی محبّت پر غالب نہیں آنی چاہئیں' فرمایا:

"کہہ دیجئے' اگر تمہارے باپ' بیٹے' بھائی' بیویاں' رشتے دار' اور وہ مال جو تم نے کمایا ہے' وہ تجارت جس کی کساد بازاری کا تمہیں خدشہ رہتا ہے اور مکانات جو تمہیں محبوب ہیں اگر تمہیں عزیز تر ہیں اللہ سے' اس کے رسول سے اور جہاد فی سبیل اللہ سے تو اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچے' اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

یہاں یہ بات سمجھ لیجئے کہ طبعی محبتیں جن کا اس آیت میں ذکر ہوا اگرچہ اللہ کی طرف سے جبلت میں رکھی گئی ہیں لیکن ان محبتوں میں ایک حد اعتدال مطلوب ہے۔ اگر یہ محبتیں اللہ' رسولؐ اور اس کے دین کی محبّت کے تابع ہیں تو جائز اور مطلوب ہیں' بصورت دیگر یہ محبتیں انسان کے لئے اللہ کے عذاب کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔

محبّت کی تیسری سطح کا تعلق روح سے ہے۔ روح کا اللہ سے وہی تعلق ہے جو سورج کی کرن کا سورج سے تعلق ہے۔ روح میں صرف اور صرف اللہ کی محبّت کا جذبہ موجود ہوتا ہے۔ اس محبّت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کی محبّت کے سوا کوئی اور محبّت محبوب و مطلوب و مقصود کے درجے میں نہ ہو۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ انسان اگر کسی وجہ سے منعم حقیقی کو نہ پہچان سکا ہو تو پھر وہ اس محبّت کے تقاضے سے مجبور ہو کر کسی اور کو معبود بنالیتا ہے۔ جیسے کسی کو شدید بھوک لگی ہو' اگرچہ نفس اچھی غذا کا مطالبہ کرتا ہے لیکن عمدہ غذا نہ ملے تو پھر وہ گندی شے سے بھی پیٹ بھرلے گا۔ یہی معاملہ روح کا ہے روح میں اللہ کی محبّت کا جذبہ پنہاں ہے۔ اگر عقل و فطرت سے خدا کو نہ پہچانا ہو تو روح کا یہی تقاضا کسی اور شے پر اپنی محبّت نچھاور کردیتا ہے اور انسان' وطن یا قوم کو اپنا منبع محبّت بنالیتا ہے۔ سورۂ بقرہ کی آیت ۱۶۵ میں اسی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے:

"اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں اوروں کو' وہ ان سے ایسی محبّت کرتے ہیں جیسے کہ اللہ سے محبّت کرنی چاہئے۔ اور ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ کی محبّت میں شدید تر ہیں۔ اور اگر دیکھو کبھی ایسے ظالموں کو (کہ ان کی کیا حالت ہوگی) جب وہ دیکھیں گے عذاب۔ بے شک ساری قوت اللہ کے لئے ہے اور اللہ کا عذاب سخت ہے"۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ اپنی محبّت سے ہمارے قلوب کو معمور فرمادے (آمین)

ان شاء اللہ دعوت قرآنی کا خلاصہ کے موضوع پر آئندہ ہفتے بھی گفتگو جاری رہے گی۔

حالات حاضرہ

افغانستان میں قتل مرتد کی سزا کا نفاذ شریعت کے مطابق ہے اور ملا عمر کا یہ فیصلہ بالکل صحیح ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ افغانستان پر اقوام متحدہ کی طرف سے عائد پابندیوں کے باعث وہاں کے عوام بھوک اور افلاس کا شکار ہیں اور غیر ملکی این جی اوز ان کی امداد کے پردے میں انہیں عیسائی بنانے پر تلی ہوئی ہیں۔ ان حالات میں پوری دنیا کے مسلمانوں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس مشکل وقت میں نقد رقوم' غذا اور دوائیوں وغیرہ کی صورت میں اپنے افغان بھائیوں کی ہر ممکن مدد کریں۔

افغانستان پر یو این او کی جانب سے عائد کی جانے والی تازہ پابندیوں کے رد عمل کے طور پر اکوڑہ خٹک میں منعقد ہونے والی کانفرنس انتہائی کامیاب رہی۔ جس میں تمام دینی جماعتوں کے رہنماؤں اور چوٹی کے علماء نے متفقہ طور پر ان پابندیوں کو مسترد کردیا ہے۔ افغانستان کی امداد کے لئے ڈیفنس کونسل کا قیام بھی انتہائی مستحسن قدم ہے۔

تمام دینی جماعتوں نے

افغانستان پر لگنے والے اقتصادی

پابندیوں کو مسترد کر دیا ہے

اس کونسل کے ذریعے ہم اپنے افغان بھائیوں کی جتنی مدد کرسکیں ہمیں اپنا حصہ ضرور ڈالنا چاہئے۔ اس ضمن میں تنظیم اسلامی نے بھی طالبان کی مدد کے لئے ایک فنڈ قائم کیا ہے۔ اس فنڈ کے لئے حبیب بنک گڑھی شاہو کے کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 86-1521 میں رقوم بھجوائی جاسکتی ہیں۔ اس سلسلے میں اب تک جمع ہونے والی دس لاکھ روپے کی پہلی قسط افغان سفیر کے حوالے کردی گئی ہے۔

دورۂ پاکستان کے لئے حریت کانفرنس کے رہنماؤں پر مشتمل جو وفد تشکیل دیا گیا ہے اس میں کشمیر کی پاکستان میں شمولیت کے مخالف حضرات کا اکثریت میں ہونا خطرے کی گھنٹی سے کم نہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امریکہ آزاد کشمیری ریاست کے قیام کے ضمن میں بہرصورت اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے پر تلا ہوا ہے۔ جس کے نتیجے میں پاکستان کو گلگت اور بلتستان سے محروم کرنا امریکہ کے پیش نظر ہے۔ لہٰذا ہمیں اس مسئلے کو تقسیم ہند کے نامکمل ایجنڈے کے طور پر حل کرنے کے لئے دباؤ بڑھانا چاہئے تاکہ جنوبی ایشیا میں پچاس سال سے موجود تناؤ کی یہ کیفیت ختم ہو اور امریکہ کو اپنا شیطانی منصوبہ پورا کرنے کا موقع نہ مل سکے۔

پی ٹی وی پر کرسمس کے پروگراموں میں عیسائی

باقی صفحے پر

یو این او کی افغانستان پر ناروا پابندیاں

ابو الحسن

عجب اتفاق ہے کہ وہ بھی دسمبر کی یخ بستہ رات تھی جب سپرپاور سوویت یونین کی فوجیں اپنے ہمسائے ملک افغانستان کی سرحدوں کو پاؤں تلے روندتے ہوئے بڑی شان و شوکت اور کروفر سے داخل ہوئی تھیں۔ افغانستان جس کا شمار دنیا کے پسماندہ ترین ممالک میں ہوتا ہے جو سمندر سے تو قدرتی طور پر محروم ہے اور ریلوے کی وہ سہولتیں جو ترقی یافتہ دنیا کو دو صدیاں پہلے میسر آگئی تھیں آج بھی افغانستان میں ناپید ہیں۔ اس افغانستان میں دنیا کی سپرپاور کا اپنی افواج کا داخل کر دینے کا مطلب عام آدمی ہی نہیں بڑے بڑے دفاعی ماہرین نے یہ لیا کہ گنتی کے چند

افغان بچے سردی' بھوک اور دوائیوں کے نہ ملنے سے جاں بحق ہو رہے ہیں

ایام میں ہر قسم کی مقامی مزاحمت کو ختم کر کے سوویت یونین اپنے قبضہ کو مستحکم کر لے گا۔ وہ عالمی سپرپاور جس کے پاس لاکھوں کی سٹینڈنگ آرمی ہے جو جدید ترین اسلحہ سے لیس ہے جس کے پاس افغانستان کے ہر صوبے کے لئے درجنوں ایٹم بم ہیں جو ہائیڈروجن بم کے متعدد تجربات کر چکا ہے جس کے پاس شارٹ اور لانگ رینج میزائل کی بھرمار ہے جس سے وہ روئے زمین کے کسی بھی حصہ کو ہدف بنا کر تباہ و برباد کر سکتا ہے۔ اس ساری صورت حال کو نگاہ میں رکھتے ہوئے پینٹاگون نے جو جوابی حکمت عملی بنائی تھی وہ کچھ یوں تھی کہ سوویت یونین کو مزید آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے پاک افغان سرحد کو دوسری ڈیفنس لائن بنایا جائے اور اس کے لئے پاکستان کو ہر قسم کی اقتصادی اور فوجی نوعیت کی امداد فراہم کی جائے۔ افغانستان کو تو امریکی جنگی ماہرین بھی سوویت یونین کے حوالے کر چکے تھے لیکن جب امریکہ نے محسوس کیا کہ سوویت یونین افغان مزاحمت کو مکمل طور پر ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہا اور افغانیوں نے گوریلا جنگ شروع کر رکھی ہے تو وہ براہ راست افغانیوں کی مدد کے لئے کھل کر میدان میں آگیا پھر اس جنگ کو طول دے کر امریکہ نے افغانیوں کے ہاتھوں اپنی مدمقابل سپرپاور کا جو حشر کرایا اس سے ساری دنیا واقف ہے۔

آج پورے اکیس سال بعد ماہ دسمبر ہی میں جب کرۂ ارضی کے اکثر و بیشتر حصے کو برف ڈھانپ رہی ہے دنیا کے پسماندہ ترین اس چھوٹے سے ملک افغانستان کے خلاف کوئی ایک سپرپاور نہیں بلکہ سپریم پاور امریکہ کی سرکردگی میں تمام عالمی قوتیں متحد ہو کر طبل جنگ بجا رہی ہیں وہ اس کا اقتصادی بائیکاٹ یعنی حقہ پانی بند کرنے کا اعلان کر چکی ہیں۔ وہ بلا امتیاز دنیا کے تمام ممالک سے ان پابندیوں پر بزور بازو سختی سے عمل درآمد کروانے کے عزم کا اظہار کر رہی ہیں۔ افغانستان پر عالمی پابندیاں لگوانے میں مغرب اور امریکہ پیش پیش ہیں۔ صحیح تر الفاظ میں سفید سامراج ان پابندیوں کا اصل محرک ہے۔ یہ انتہائی مہذب اور ترقی یافتہ دنیا کہلاتی ہے۔ جمہوریت ان کے ایمان کا حصہ ہے۔ جو انسانی حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں۔ یہ مہذب معاشرہ حقوق نسواں کا اتنا زبردست پرچارک ہے کہ نسوانیت بالکل عریاں ہو کر دنیا کے سامنے آچکی ہے' حیوانات کے حقوق کے لئے ہزاروں انجمنیں اور تنظیم ہیں یہاں تک کہ جنگلی درندوں کے تحفظ کے لئے انسان سڑکوں پر آجاتے ہیں' جلوس نکلتے ہیں' احتجاجی مظاہرے ہوتے ہیں' حال ہی میں ہالی وڈ کی ایک سابقہ نامور ایکٹرس نے جنرل پرویز مشرف کو خط لکھ کر پنجاب میں کتوں اور ریچھوں کی لڑائی سختی سے بند کروا دی ہے۔ ایسے نیک دل معاشرے کی ترجمان حکومتوں نے تمام عالمی اداروں کی طرف سے افغانوں کی مدد پر پابندی عائد کر دی ہے۔ اقوام متحدہ کا عملہ واپس بلا لیا گیا ہے۔ لہٰذا اس غضبناک سردی میں افغان ٹھٹھر کر مر رہے ہیں۔ خشک سالی سے بھوک بری طرح مسلط ہو چکی ہے' بعض علاقوں میں ہیضہ پھیل گیا ہے جو انسانوں کی اموات کا باعث بن رہا ہے۔ دودھ اور دوائی سے محروم بچے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جاں بحق ہو رہے ہیں۔ طالبان اس وقت افغانستان کے ۹۰ فیصد رقبے پر قابض ہیں جس میں ۹۵ فیصد افغانی آباد ہیں لیکن امریکہ اور اس کے حوارین طالبان کی بجائے شمالی اتحاد کی حکومت کو تسلیم کئے ہوئے ہیں جسے خود افغانستان میں پاؤں جمانے مشکل ہو رہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ حیوانات اور جنگلی جانوروں کے تحفظ کی قسم کھانے والے' انسانوں سے بے دردی اور سنگدلی کا مظاہرہ کیوں کر رہے ہیں۔ آخر افغانیوں سے ایسا کونسا جرم سرزد ہو گیا ہے کہ انہیں جانداروں کی صف سے بھی خارج کر دیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ غیر انسانی سلوک کسی بھی صورت میں کسی انتہائی غیر مہذب اور جاہل و گنوار معاشرہ کی طرف سے بھی متوقع نہیں لیکن امریکہ نے اپنے اس ایکشن کے لئے جن الزامات کو بنیاد بنایا ہے اس نے سارے معاملے ہی کو مضحکہ خیز بنا دیا ہے۔ سلامتی کونسل نے افغانستان پر پابندیاں لگانے کے حوالہ سے جو قرارداد منظور کی ہے اس میں ان الزامات کا ذکر ہے جن کو بنیاد بنا کر یہ قرارداد منظور کی گئی ہے۔

یہ قرارداد اقوام متحدہ کے منشور کے باب نمبر ۷ کے

افغانستان پر اقتصادی پابندیاں لگوانے میں مغرب اور امریکہ پیش پیش ہیں

مطابق تیار کی گئی ہے اور یہ قرارداد درحقیقت قرارداد نمبر ۱۲۶۷ (۱۹۹۹ء) کا تسلسل ہے۔ جو بعض ترامیم اور اضافوں کے ساتھ پیش کی گئی اور منظور ہوئی۔ نئی قرارداد کے متن کے مطابق طالبان کو ۳۰ دن کی مہلت دی گئی ہے اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ طالبان اس بات کو یقینی بناتے ہوئے مؤثر اقدام کریں کہ وہ اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں دہشت گردی کی تنصیبات اور کیمپوں کو بند کر دیں گے اور دوسرے ممالک کے دہشت گردوں کو اپنے ملک میں خوش آمدید نہیں کہیں گے۔ طالبان مختلف مقدمات میں مطلوب بین الاقوامی دہشت گردوں کو کٹہرے میں لانے کے لئے بین الاقوامی اداروں سے تعاون کریں گے۔ قرارداد کے زیادہ تر پیراگرافوں میں اسامہ بن لادن کا نام درج کر کے ان کے خلاف کارروائی کا واضح کیا گیا ہے۔ پیراگراف نمبر ۲ میں درج کیا گیا ہے کہ یہ مطالبہ بھی کیا جاتا ہے کہ طالبان بلا تاخیر قرارداد نمبر ۱۲۶۷ (۱۹۹۹ء) کی اس شق پر فوری عمل کریں گے جو انہیں پابند کرتی ہے کہ وہ اسامہ بن لادن کو اس ملک کے حکام کے حوالے جہاں وہ مقدمہ میں مطلوب ہیں یا ایسے ملک کے حوالہ کریں جہاں سے اسامہ کو ایسے ملک پہنچایا جا سکے جہاں انہیں گرفتار کر کے مؤثر طور پر مقدمہ چلایا جا سکے۔ قرارداد کی شق نمبر ۸ کے پیراگراف میں رکن ممالک سے کہا گیا ہے کہ وہ اسامہ بن لادن' ان سے متعلق افراد' ان کے فنڈز اور دیگر اثاثے

بلا تاخیر منجمد کر دیں جن کا تعین کمیٹی نے کیا ہے۔ ان میں القاعدہ تنظیم اور اس کے فنڈز شامل ہیں جو اسامہ بن لادن یا ان سے متعلق افراد کی ملکیتی یا زیر کنٹرول تنظیم سے بالواسطہ یا بلاواسطہ حاصل ہوتے ہیں۔ کمیٹی سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ رکن ممالک اور علاقائی تنظیم کی جانب سے فراہم کردہ اطلاعات کی بنیاد پر اسامہ اور القاعدہ کے ساتھیوں کی فہرست تیار کرلے۔ قرارداد کی بعض شقوں کے مطابق نشان زدہ علاقوں کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے' جن میں کینٹ کا علاقہ جو طالبان کی فوجی چھاؤنی کہلاتی ہے' دوسرا قندھار جس میں ملا عمر کا جہادی مدرسہ ہے اور طالبان کی وہ چھاؤنی جو قندھار ایئر پورٹ کے قریب ہے کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے اور ان کے بند کرنے کی تصدیق اقوام متحدہ سے کرانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ نیز ان نشان زدہ علاقوں کو ہر قسم کے اسلحہ اور گولہ بارود کی سپلائی روکنے کے لئے کہا گیا ہے۔

اس قرارداد اور اس میں لگائے گئے الزامات کا سرسری سا جائزہ بھی لیا جائے تو جو بات بالکل واضح ہو کر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ wolf and the lamb

افغانستان کے خلاف تمام عالمی قوتیں
متحد ہو کر طبل جنگ بجا رہی ہیں

والے قصے کا معاملہ ہے۔ درحقیقت امریکہ افغانستان میں اسلامائزیشن کے عمل سے خوفزدہ ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ طالبان کو اگر افغانستان میں کامیابی حاصل ہو گئی تو یہ عمل جنوبی ایشیا اور وسطی ایشیا کو ایکسپورٹ ہو سکتا ہے جس کا لامحالہ یہ نتیجہ نکلے گا کہ ایک اسلامی بلاک وجود میں آجائے گا جو امریکہ اور اس کے حواریوں کے لئے اقتصادی اور عسکری سطح پر زبردست خطرہ بن جائے گا اور اس کا نیو ورلڈ آرڈر کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا اور نہ ہی وہ واحد سپریم پاور کی حیثیت سے بین الاقوامی معاملات کو ڈکٹیٹ کر سکے گا۔ پھر یہ کہ امریکی اور مغربی یورپ کے دانشور پے در پے یہ پیشین گوئیاں کر رہے ہیں کہ اکیسویں صدی میں اسلامی تہذیب خم ٹھونک کر ان کے مدمقابل آئے گی جس سے وہ خوفزدہ ہیں اور اپنے تئیں اس کا تدارک کر چکے ہیں۔ آخری اور فیصلہ کن وجہ یہ ہے کہ یورپ کا میڈیا یہ پروپیگنڈہ کرتا ہے کہ مسلمان مذہبی معاملہ میں متعصب ہے اور اس میں برداشت اور تحمل کی کمی ہے جبکہ ان کا معاشرہ اور ایک سیکولر ماحول مہیا کرتا ہے جس میں ہر مذہب کو آزادی حاصل ہے اور اہل مغرب بڑے وسیع القلب ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ بات بیک وقت غلط بھی ہے اور درست بھی۔ وہ اس طرح کہ جہاں تک زبانی باتوں' دعووں اور نعرہ بازی کا تعلق ہے مسلمانوں کا تعصب اور اپنے دین سے شدید لگاؤ بڑا واضح نظر آتا ہے۔ مسلمان علماء اور دانشور اپنے خطبات اور تحریروں میں غیر مسلموں کے بارے میں بڑا سخت رویہ اپنائے ہوئے ہیں اور ان میں تحمل و برداشت کی کمی نظر آتی ہے جبکہ عملاً اور حقیقتاً مسلمان نے خود کو بڑا وسیع القلب ثابت کیا ہے۔ اس کے عمل میں کسی غیر مسلم کے لئے تعصب یا غیریت نہیں ہے خصوصاً عیسائیوں کے بارے میں اس کے جذبات بہت اچھے ہیں بلکہ ان کی تقلید میں بھی کوئی عار نہیں سمجھتا یہاں تک کہ ان کی تہذیب و ثقافت اور طرز بود و باش اپنانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ جبکہ عیسائی دنیا اس کے بالکل برعکس زبانی دعوؤں اور تقریر و تحریر میں بڑی وسیع النظری کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن ان کے عمل سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ابھی تک صلیبی جنگوں کو نہیں بھولے۔ ان کا تحمل اور برداشت کا عملی مظاہرہ افغانستان میں نظر آ رہا ہے کہ جانوروں اور درندوں کی تکلیف پر بے چین ہو جانے والے یہ لوگ افغانستان کو صرف اس بات کی سزا دے رہے ہیں کہ یہ ملک اسلام کا گہوارہ بنتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ سوڈان یا افغانستان سے امریکہ اور یورپ کے عیسائی حکمرانوں کو صرف اس لئے دشمنی ہے کہ عالم اسلام میں یہ دو ملک ہیں جو عملی طور پر نفاذ اسلام کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ پاکستان میں بھی حکمرانوں اور اسلامی تحریکوں سے ان کے رویئے میں فرق جو صاف نظر آتا ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حکمرانوں کے طور طریقوں سے تو مطمئن ہیں لیکن اسلامی تحریکوں سے وہ الرجک ہیں جس کی وجہ صاف ظاہر ہے۔

ہم آخر میں اپنے افغان بھائیوں کے لئے دعاگو ہیں کہ وہ آزمائش کے اس دور میں ثابت قدم رہیں۔ اللہ ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کو بھوک اور خوف سے آزماتا اور پرکھتا تو ضرور ہے لیکن اس کا وعدہ ہے کہ تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہوئے۔ لہٰذا کامیابی کی گارنٹی ہے' شرط صرف مومن ہونے کی ہے۔

بعض اخباری اطلاعات کے مطابق اسامہ بن لادن افغانستان کو چھوڑ رہے ہیں۔ یہ ڈس انفارمیشن بھی ہو سکتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی سوچ ہو کہ ان کی وجہ سے پورے افغانستان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ بہرحال راقم کی رائے میں اسامہ بن لادن کے افغانستان سے چلے جانے سے افغانی بھائیوں کو کچھ عرصہ کے لئے ریلیف تو مل جائے گا لیکن مغرب کی اسلام دشمنی میں کوئی فرق واقع نہیں ہو گا۔ اگر افغانی اسلامی نظام کی طرف بڑھتے رہے تو مغرب کسی نہ کسی بہانے سے اپنی دشمنی قائم رکھے گا اور ہر نوع کی رکاوٹ کھڑی کرے گا۔ اسامہ کے افغانستان رہنے یا نہ رہنے کے بارے میں تو دو رائے ہو سکتی ہیں لیکن نظام اسلامی کے نفاذ کے بارے میں تو دو رائے نہیں ہو سکتیں۔ مسلمان اگر نظام باطل کے زیر سایہ رہنا ذہناً قبول کرلے تو پھر اور کافری کیا ہے۔ لہٰذا اسلامی نظام کی طرف پیش رفت پر مغرب اور امریکہ سے ٹکراؤ تو ہو گا اور یہ پابندیاں آج نہیں تو کل دوبارہ لگیں گی' کیوں نہ آج ہی ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ جاپان اور جرمنی نے امریکہ کی اقتصادی پابندیوں کا مقابلہ کیا آج وہ اقتصادی طور پر انتہائی مضبوط ہیں' عسکری سطح پر امریکی فوجیوں کو قبول کیا آج بھی امریکی فوجی ان ملکوں میں دندنا رہے ہیں اور جاپانیوں اور جرمنوں کی عزت سے کھیل رہے ہیں۔

بقیہ: افہام و تفہیم

پروفیسر اور ڈاکٹر صاحبان مختلف دینی علوم پڑھے بغیر جابجا درس اور تفسیر بیان کرتے ہیں۔ ان کا درس دینا بھی جائز نہیں اور ان کے درس میں بیٹھنا اور سننا سب ناجائز ہے؟

ج: جس صاحب کو ان مفتی صاحب کے فتوے پر اعتماد ہو وہ اس پر عمل کرے۔ میرے نزدیک قرآن مجید کی ایسی درس و تدریس جس میں فتوے کا پہلو نہ آئے' جائز ہے۔ درس و تدریس میں جو بھی فتوے کا معاملہ آئے وہ مفتی اور علماء کرام ہی کے حوالے سے بیان کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے: ((بلغوا عني ولو اية)) "پہنچاؤ میری جانب سے خواہ ایک ہی آیت ہو"۔ میری رائے میں چودہ یا سولہ علوم کا حصول درس قرآن کے لئے نہیں فتویٰ دینے اور مفتی بننے کے لئے ہے۔ باقی یہ کہ اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ قرآن کو آدمی سمجھے اور آگے دوسروں کو سمجھائے یہ بہت بڑا کار ثواب ہے۔ ہاں جس کے اندر واقعتاً استعداد اور اہلیت نہیں ہے وہ درس قرآن میں اپنی ذاتی رائے کا اظہار نہ کرے بلکہ ائمہ اور مفسرین ہی کی باتوں کو سامنے رکھے اور اسی کو اختیار کرے۔ (مرتب: انور کمال میو)

قرآن اکیڈمی لاہور میں

استقبالیہ کلرک کی ضرورت

مرکزی انجمن اور تنظیم اسلامی سے فکری و عملی وابستگی رکھنے والے مناسب حد تک پڑھے لکھے افراد کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہش مند حضرات 27 جنوری سے پہلے پہلے رابطہ کریں۔

المعلن: ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن' لاہور
36-K ماڈل ٹاؤن' فون: 03-5869501

آیئے! ہم اپنا جائزہ لیں

رب کریم نے انسان کی تربیت کا اس کی عمر کی ہر سطح پر اہتمام کر رکھا ہے۔ اس کی آنکھ آغوش مادر میں کھلتی ہے لہٰذا آغوش مادر کو انسان کی پہلی تربیت گاہ کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اسی لئے نپولین کا یہ قول نقل کیا جاتا ہے کہ تم مجھے اچھی مائیں دو تو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے دائرہ کار کو مخصوص حد تک محدود کر دیا ہے لہٰذا تربیت کی ذمہ داری باپ پر بھی عائد ہوتی ہے اور یہ دونوں مل کر اپنی اولاد کی خاندان کے دیگر افراد کے تعاون سے اچھی تربیت کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر اولاد ناخلف ہو جائے تو بسا اوقات یہی والدین اسے عاق کرنے سے بھی نہیں ہچکچاتے۔

اگلا مرحلہ تعلیم کا آتا ہے۔ تعلیم بھی تربیت کے ذرائع میں سے ایک اہم ذریعہ ہے۔ شفیق اساتذہ انتہائی محبت کے ساتھ طلبہ کو تعلیم دیتے ہیں' لیکن اگر کوئی طالب علم اپنی تعلیم پر دھیان نہ دے تو یہی انتہائی مہربان اساتذہ ایسے طالب علم کو امتحان میں فیل کرنے سے نہیں چوکتے۔ تعلیم کے بعد کسب معاش کی طرف آیئے۔ آج کل معیشت کے ہر شعبے میں تربیت کا اہتمام ہوتا ہے۔ فرض کیجئے کہ ایک سیلزمین تربیت کے تمام مراحل سے گزرنے کے باوجود مارکیٹ میں کسی پروڈکٹ کی کھپت میں ناکام ہو جائے تو اسے ملازمت سے ہاتھ دھونا پڑتے ہیں اور بیروزگاری کے نتیجے میں آج کل ہمارے مسلم معاشرے میں جہاں ہر فرد یہ جانتا ہے کہ خودکشی حرام ہے' اخبارات میں آئے دن خودکشیوں اور خود سوزیوں کی خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں۔

اب تک کی ساری گفتگو تو دنیوی حوالے سے تھی' اب آیئے دین کی طرف' دین کے تقاضوں کے لئے بھی علمی' فکری و عملی تربیت کی ضرورت ہے۔ اس حوالے سے بھی ہمارے لئے آئیڈیل تو ظاہر ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ ہی ہے۔ دنیوی اعتبار سے خود قرآن کریم آپؐ کو "امی" قرار دیتا ہے لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ آپؐ کا ماخذ علم خود اللہ' عالم الغیب والشہادہ اور ذریعہ علم وحی ہے کہ جس کی ترسیل کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے روح الامین حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سپرد فرمائی۔ بنابریں آپؐ کو مربی اعظم کی حیثیت حاصل ہے جنہوں نے اپنی تربیت کے ذریعہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آسمان ہدایت کے درخشاں ستارے بنا دیا۔ لیکن آپ کو علم ہے کہ قرآن کریم کے مخاطب اہل ایمان میں وہ بدنصیب افراد بھی تھے جن کی ابدی جائے قرار جہنم کی سب سے نچلی سطح کو قرار دیا گیا ہے اور جنہیں عرفِ عام میں منافقین کا نام دیا جاتا ہے۔

ہمیں یہ دعویٰ ہے کہ ہم خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے احیاء کا عزم رکھتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں سب سے پہلے اپنا جائزہ لینا ہوگا کہ کسی بھی اعتبار سے ہماری زندگیوں میں ان سعید روحوں کی کوئی جھلک پائی جاتی ہے جن کو اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کہا جاتا ہے؟ آج مجھے ایک ساتھی کی یہ بات یاد آ رہی ہے کہ لوگ بڑے ذوق و شوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ "کاش ہم نے حضور ﷺ کی حیات مبارکہ کا دور پایا ہوتا حالانکہ ہمیں تو اللہ تعالیٰ کی مشیت پر راضی رہنا

> رفقاء تنظیم اپنے گفتار اور کردار
>
> کو عام لوگوں سے ممتاز کریں

چاہئے۔ کیا پتہ کہ ہماری خواہش کی تکمیل کی صورت اللہ تعالیٰ نے خدانخواستہ ہماری گروہ منافقین سے وابستگی کی صورت میں رکھی ہوتی"۔

امیر محترم نے اپنی اکثر تقاریر میں اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ آج پاکستان میں جو جتنا بڑا ہے وہ اتنا ہی بڑا جھوٹا' اتنا ہی بڑا خائن اور اتنا ہی بڑا وعدہ خلاف ہے۔ رفقاء تنظیم کو یہ ثابت کرنا ہے کہ ان کا مرتبہ بلند ضرور ہے لیکن یہ بلندی اس بلندی سے مختلف ہے جس کا ذکر اس سے قبل کے جملے میں ہوا۔ جب تک وہ اپنے گفتار و کردار کو عام لوگوں سے ممیز نہیں کریں گے اس قوم کی تقدیر نہیں سنبھلے گی۔ اور اگر سنبھل بھی گئی تو اس میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

یہ تو ہے تصویر کا ایک رخ۔ تصویر کا دوسرا رخ بھی ہماری نظروں کے سامنے ہونا چاہئے۔ والدین اگر اپنی اولاد کی تربیت میں "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آتش جہنم سے" کی قرآنی ہدایت کو پیش نظر نہ رکھیں تو اولاد کے بگڑنے کی ذمہ داری خود ان پر عائد ہوگی' بھلے وہ بگاڑ کی صورت میں اپنی اولاد کو عاق کر دیں۔

اسی طرح نظم جماعت اور تربیت پر متمکن حضرات کے پیش نظر اگر مربی اعظم ﷺ کا کامل اسوۂ حسنہ نہیں ہوگا اور جب تک وہ خود کسی ادنیٰ درجے ہی میں سہی' ایک قابل تقلید مثال بن کر نہیں دکھائیں گے اس وقت تک عام رفقاء اور کارکنوں میں کسی مثبت تبدیلی اور اصلاح کی توقع رکھنا بلاجواز ہوگا۔ بہرکیف ہر شخص کو اپنے اپنے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے اس ضمن میں ذمہ دارانہ رول ادا کرنا ہوگا۔

بقیہ : منبر و محراب

پادریوں کی طرف سے کھلم کھلا حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا قرار دینے کی جسارت پر میں اپنا احتجاج ریکارڈ کرواتا ہوں کہ یہ حرکت خلاف اسلام ہی نہیں' دستور پاکستان کے بھی خلاف ہے۔ عیسائیوں کا یہ عقیدہ از روئے قرآن اللہ کے غضب کو بھڑکانے کا موجب ہے۔ اگرچہ دستور پاکستان کی رو سے عیسائیوں کو اپنے گرجوں اور اپنے مذہبی اجتماعات میں اپنے عقائد کا پرچار کرنے کی کھلی آزادی ہے لیکن آئین پاکستان کی رو سے عام پبلک میں بھی اپنے نظریات کے پرچار کے مجاز نہیں ہیں کجا یہ کہ سرکاری سرپرستی میں چلنے والے پی ٹی وی پر کھلے عام ان کے گمراہ کن نظریات کا پرچار کیا جائے۔

مشرق وسطیٰ میں قیام امن کا معاملہ کھٹائی میں پڑتا دکھائی دیتا ہے کیونکہ امریکی صدر کلنٹن کے عہدہ کی مدت ختم ہونے والی ہے اور کلنٹن کی سرتوڑ کوششوں کے باوجود قیام امن کے معاملہ میں کسی بریک تھرو کے امکانات دور دور تک نظر نہیں آتے۔ اس ضمن میں ایک پریشان کن صورت حال یہ بھی پیدا ہو گئی ہے کہ اسرائیلی وزیراعظم کی مقبولیت کا گراف بڑی تیزی سے نیچے آ گیا ہے اور ایہود باراک کے مدمقابل امیدوار شیرون کی مقبولیت کا گراف دگنا ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایہود باراک نے مسجد اقصیٰ پر فلسطین کا قبضہ تسلیم کرنے کا عندیہ دیا تھا جبکہ اس کے حریف کے عزائم بہت خطرناک ہیں اور وہ یروشلم کا ایک انچ بھی فلسطین کو دینے پر آمادہ نہیں۔

ضرورت رشتہ

پڑھے لکھے شریف گھرانے کی گریجوایٹ' نیک سیرت بیٹی کے لئے شریف گھرانے سے رشتہ درکار ہے۔

رابطہ پی او بکس نمبر 161 نوائے وقت لاہور

مذہبی جماعتوں کا سیاسی کردار

میری اس بات پر کم لوگ یقین کریں گے لیکن حقیقت یہی ہے کہ پاکستان میں خواہ کسی بھی مذہبی جماعت کی حکومت آجائے پھر جو بھی تبدیلیاں آئیں گی ان میں باہم کوئی خاص فرق نہ ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان جماعتوں میں جو اختلافات ہیں ان کا بہت کم تعلق عملی سیاست اور اجتماعی معاملات سے ہے۔ جن عقائد اور فقہی معاملات میں ان کے درمیان اختلافات ہیں ان کا کوئی

مذہبی جماعتیں انتخابی سیاست کو ترک کر کے مشترکہ عوامی تحریک کے لئے جدوجہد کریں

نمایاں اثر حکومتی کارکردگی میں نظر نہیں آئے گا۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آج کا پاکستان قرونِ وسطیٰ کے شاہی دور میں نہیں ہے جس میں انسانی حقوق اور شہری آزادیوں کا کوئی وجود نہیں تھا اور بزور قوت برسراقتدار آنے والا ہر گروہ اپنی رعایا کو زبردستی اپنے رنگ میں رنگنا اپنا حق و اختیار سمجھتا تھا اور ممکن بھی پاتا تھا۔ لیکن موجودہ جمہوری دور میں کسی بھی حکومت کی جانب سے اسی طرح کی خفیف سی کوشش اتنا شدید ردعمل پیدا کرے گی کہ کوئی برسراقتدار جماعت بھی حماقت نہیں کر سکتی' خاص طور پر اس صورت میں کہ چند سال بعد اسے پھر انتخابات کا منہ دیکھنا ہو۔ پھر سوال یہ ہے کہ مذہبی جماعتوں نے سیاسی میدان میں اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں کیوں بنا رکھی ہیں۔ درحقیقت یہ محض ماضی کے شاہی ادوار کی تلخ یادیں ہیں جنھوں نے ان کو اس میدان میں بھی تقسیم کر رکھا ہے جہاں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ پہلے مذہبی جماعتیں براہ راست انتخابات میں حصہ نہیں لیتی تھیں' بلکہ وہ اپنی پسندیدہ سیاسی جماعت کے مددگار کے طور پر کام کرتی تھیں' لیکن جب آئین نے قرآن و سنت کی بالادستی کو اصولی طور پر تسلیم کرنے کے باوجود اسلامی تعلیمات کے عملی نفاذ کو حکومت وقت کی صوابدید پر چھوڑ دیا تو پھر مذہبی جماعتوں نے براہ راست انتخابی اکھاڑے میں اترنا شروع کر دیا۔ لیکن گزشتہ پچاس سال کا تجربہ بتاتا ہے کہ اس طرح نہ حکومتی پالیسیوں میں کوئی بہتری آسکی ہے نہ بہتر کردار کی شخصیتیں ہی سیاسی میدان میں غالب آسکی ہیں اور بجائے اس کے کہ دین کو کچھ فائدہ ہوتا' اس عمل نے اسلامی ریاست اور خود مذہبی جماعتوں کو بہت سے الجھنوں اور نقصانات سے دوچار کر دیا ہے۔ مسلم معاشرہ کو سب سے بڑا نقصان تو یہ ہوا ہے کہ فرقہ وارانہ اختلافات کا دائرہ سیاسی میدانوں تک پھیل گیا جبکہ آئین اور خود علماء کے متفق علیہ نکات نے قانون و سیاست سے متعلق فرقہ وارانہ اختلافات کے معاملہ کو پہلے ہی حتمی طور پر حل کر دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ سیاست کے میدانوں میں علماء کے باہمی جھگڑوں کی وجہ سے سیکولرازم کے حامی سیاسی عناصر کے مقابلے میں وہ قوتیں کمزور ہوتی ہیں جو مملکت کے اسلامی کردار کی قائل ہیں۔

پاکستان میں مسلمانوں کی غالب اکثریت اسلامی نظام حکومت کی قائل ہے۔ وہ حکومتی معاملات کو اسلامی تعلیمات سے آزاد کرنے کی حامی نہیں ہے۔ وہ سیاستدان جو سیکولرازم کے قائل ہیں انہیں بھی کبھی یہ جسارت نہیں ہوئی کہ وہ براہ راست اور کھلے الفاظ میں لادینیت کی وکالت کریں۔ یہی وجہ ہے کہ علماء نے جب بھی کسی دینی مسئلہ پر کوئی عوامی تحریک اٹھائی وہ کامیابی سے ہمکنار ہوئی لیکن جب علماء اور مذہبی جماعتوں نے انتخابات میں حصہ لینا

ڈاکٹر محمد امیر خان

شروع کیا تو یہ کوششیں بری طرح ناکامی سے دوچار ہوئیں۔ آج ان ناکامیوں کو پاکستان میں بنیاد پرستی کی عوامی نامقبولیت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ دیگر معاشروں میں بنیاد پرستی کا مفہوم جو بھی ہو لیکن مسلمانوں میں اس کا مطلب قرآن و سنت کے ساتھ مخلصانہ وابستگی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حیرت ہوتی ہے ان قائدین پر جو مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور اپنے بنیاد پرست ہونے کا انکار بھی کرتے ہیں یا بنیاد پرستی پر حملہ کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ انتخابی سیاست میں علماء اور مذہبی جماعتوں کی ناکامی کے اسباب کیا ہیں؟ سب سے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ جدید دور میں جو حکومت معاملات ہیں ان کے متعلق عوام سمجھتے ہیں کہ علماء میں ان کو چلانے کی صلاحیت نہیں ہے۔ یقیناً یہ گمان ہر عالم دین کے لئے صحیح نہیں ہے لیکن اکثر علماء کے لئے ضرور صحیح ہے۔ وہ مساجد کے اندر اور مساجد کے باہر اپنی تقاریر اور گفتگوؤں میں جن موضوعات کا انتخاب کرتے ہیں وہ عوام کو اس پر مطمئن نہیں کرتے کہ علماء موجودہ زمانہ میں سیاسی قیادت کے اہل ہیں۔ لیکن دوسری وجہ اس سے بھی بڑی ہے۔ دراصل مذہب کا تعلق بنیادی طور پر انسان کی روح کو سنوارنے سے ہے' ظاہری تبدیلیوں کی حیثیت ثانوی ہوتی ہے جبکہ سیاست کا تمام تر زور ظاہری تبدیلیوں پر ہوتا ہے۔ للذا اہل دین جب سیاست کے میدان میں داخل ہوتے ہیں تو وہ ترجیحات کو تبدیل نہ کر سکنے کی وجہ سے سیاست کے تقاضے پورے نہیں کر پاتے اور یوں وہ خالص اہل سیاست سے مات کھا جاتے ہیں۔ علماء سیاسی معاملات میں کتنے ناپختہ ہوتے ہیں وہ اس سادہ سی مثال سے ظاہر ہے کہ ۱۹۵۶ء اور ۱۹۷۳ء میں آئین سازی کے موقع پر وہ آئین میں بالکل سطحی قسم کی اسلامی دفعات سے راضی ہو گئے اور باقی پورے آئین سے وہ بالکل لاتعلق ہو گئے۔ انہیں یہ احساس ہی نہ ہوا کہ وہ آئین سے جس قسم کا نظام ملک پر مسلط کرنے جا رہے تھے اس کی موجودگی میں ان عناصر کے برسراقتدار آنے کا کوئی امکان نہ ہو گا جو ان کی منظور کردہ اسلامی دفعات کو حقیقت کا جامہ پہنا سکیں گے۔

اس کے علاوہ سیاست دیگر شعبہ ہائے حیات کی طرح ایک کل وقتی شعبہ ہے۔ اس میں کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ سیاستدان اسے پورا وقت دے' جبکہ عالم دین کی بنیادی ذمہ داری اور مصروفیت علم دین کی تدریس و تبلیغ ہوتی ہے۔ توجہ اور وقت کی یہ تقسیم بھی اہل دین کو سیاست کے میدان میں کامیاب نہیں ہونے دیتیں۔ للذا تمام مذہبی جماعتوں کی خدمت میں میری یہ تجویز ہے کہ وہ براہ راست سیاست اور خاص طور پر انتخابی سیاست میں حصہ لینا ترک کر دیں۔ وہ اپنے آپ کو مملکت کے نظریاتی محافظ کے طور پر سامنے لائیں اور بوقت ضرورت دینی اہمیت کے اجتماعی ایشوز پر مشترکہ عوامی تحاریک چلانے تک محدود کر دیں۔ اس کے ساتھ ہی ہر حکومت پر اپنا تمام تر اور متفقہ دباؤ یہ رکھیں کہ اس کی میڈیا پالیسی اور نظام تعلیم قرآن و سنت سے ہم آہنگ ہو۔

باقی سیاست اور اہل سیاست کے بارے میں علمائے دین اور مذہبی جماعتوں کی عمومی پالیسی یہ ہونی چاہئے کہ عامۃ الناس کی زندگیوں پر بھی بالکل ذاتی سطح پر اثر انداز ہوں تاکہ ان کی شخصیت' کردار اور پالیسیاں مخلص مسلمان جیسی ہوں۔ وہ اہل سیاست کے حریف اور رقیب بننے کے بجائے ان کے ہمدرد بن کر ان پر اثر انداز ہونے کی کوشش کریں گے۔ میں جانتا ہوں کہ مذہبی جماعتوں کے لئے یکبارگی اُلٹی زقند لگانا ممکن نہ ہو گا۔ للذا فی الحال وہ یہ کریں کہ اپنے زیر اثر سیاستدانوں اور سیاسی کارکنوں کو ایک سیاسی پارٹی میں جمع کر کے نچلی عوامی سطح پر محض اس پارٹی کی حمایت کریں لیکن اس انقلابی اقدام کا فائدہ اسی وقت ہو گا جب تمام مذہبی جماعتیں یہ کام مشترکہ طور پر کریں اور ان کے صف اول کے قائد خود اس جماعت میں شامل نہ ہوں۔ یہ محض حکمت عملی کی تبدیلی ہو گی۔ نصف صدی ایک طریق کار پر عمل کیا تو کچھ عرصہ دوسرے طریقہ پر عمل کر کے بھی دیکھ لیں۔ (بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی)

کاروان خلافت منزل بہ منزل

نائب امیر تنظیم حافظ عاکف سعید صاحب کا دورۂ ساہیوال

ساہیوال کے تاجر میاں عبدالمالک صاحب کی بیٹی اور ان کے بڑے بھائی جناب خالد اقبال صاحب کے بیٹے کا نکاح پڑھانے کے لئے نائب امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید صاحب ۱۰ نومبر بروز جمعۃ المبارک ساہیوال تشریف لائے۔ ان کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے راقم نے گھر میں رفقاء اور احباب کا خصوصی اجتماع بھی رکھ لیا۔

چنانچہ حافظ عاکف سعید صاحب' برادرم ولی اللہ زاہد صاحب اور عزیزم حسین عاکف صبح نو بجے راقم کے گھر پہنچے۔ صبح ۱۱ بجے رفقاء اور احباب کا ایک بھرپور اجتماع ہوا جس میں کہ آٹھ رفقاء سمیت پندرہ افراد نے شرکت کی۔ ہر شخص سے ذاتی تعارف کے علاوہ سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ ساڑھے بارہ بجے یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

عاکف سعید صاحب نے نماز جمعہ جامع مسجد قدس اہل حدیث میں ادا کی۔ نماز جمعہ سے فراغت کے بعد عاکف سعید صاحب مسجد مشتاق سول لائنز پہنچے جہاں آپ نے میاں عبدالمالک صاحب کی بیٹی کا نکاح پڑھایا۔

اس موقع پر جناب میاں عبداللطیف صاحب نے بھی اپنی پوتی کا نکاح پڑھوایا۔ حافظ عاکف سعید صاحب نے تقریباً چالیس منٹ بہت بھرپور اور مؤثر انداز میں خطبہ نکاح اور اس ضمن میں اصلاحی تحریک کی تفصیلات پیش کیں۔ اس محفل نکاح میں ساہیوال شہر کے سابق ایم این اے' ایم پی اے' چیئرمین بلدیہ اور ایک سابق صوبائی وزیر سمیت قریباً ۱۲۰۰ افراد نے شرکت کی۔

(رپورٹ : عبداللہ سلیم)

رمضان المبارک میں تنظیم اسلامی ذیلی حلقہ شاہدرہ کی دعوتی سرگرمیاں!

تنظیم اسلامی اگرچہ اپنی معاصر تنظیموں سے ہر لحاظ سے منفرد اور جداگانہ حیثیت کی حامل ہے مگر اس کی ایک امتیازی خصوصیت جس کے اپنے اور بیگانے سب معترف ہیں' تنظیم کا قرآن مجید سے جیتا جاگتا تعلق و تمسک ہے۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ صرف قرآن کے مدرس و داعی ہی نہیں بلکہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ قرآن کی انقلاب آفرین تعلیمات کے غلبہ و اقامت کے لئے "وقف" ہے۔ بقول شاعر "یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے"۔

اسی خصوصی تعلق کو حقیقت حال سے ہم آہنگ کرنے کے لئے محترم ڈاکٹر صاحب نے نماز تراویح کے مبارک سلسلے کا آغاز آج سے سولہ سال قبل ۱۹۸۴ء میں کیا۔ اس مبارک سلسلے کو ابتداء ہی سے قبول عام حاصل ہو گیا۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب قرآن کے ساتھ یہ ایمانی تعلق اور مخلصانہ رابطہ (جسے "دورۂ ترجمہ قرآن" کہا جاتا ہے) اب ایک تحریک کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ امیر تنظیم اسلامی کے فکر قرآنی سے "مسلح" تنظیم اسلامی کے مجاہدین "رجوع الی القرآن" کی تحریک میں اپنی اپنی استعداد و صلاحیت کے مطابق اپنا اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔ اور ناچیز راقم بھی ان خوش نصیب لوگوں کی فہرست میں خود کو شامل سمجھتا ہے۔ راقم نے مرکزی انجمن خدام القرآن کے کورس "اکلوتے" "دو سالہ رجوع الی القرآن کورس" کے ذریعے قرآن فہمی کی لازوال اور گراں قدر سعادت حاصل کی۔ فیروز والا میں گزشتہ ۱۴ سال سے دورۂ ترجمہ قرآن کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ تاہم گزشتہ سال سے اسے شاہدرہ جیسے گنجان آبادی والے علاقے میں منتقل کر دیا گیا۔ یہ سعادت جی ٹی روڈ پر واقع "آمنہ شادی ہال" کا مقدر بن گئی۔ یوں گزشتہ سال کی طرح اس مرتبہ بھی شادی ہال کے مالک جناب ملک سعد اللہ عارف کے پر خلوص دینی جذبات کی وجہ سے رمضان المبارک کا پورا مہینہ شادی ہال کے در و دیوار قرآنی آیات پر مبنی "نغمہ توحید" کی صداؤں سے گونجتے رہے۔ اس کی تکمیل ۲۷ رمضان المبارک ہوئی۔ ۲۷ ویں شب کو رات آٹھ بجے سے صبح ساڑھے چار بجے تک بغیر کسی وقفے کے ڈھائی پاروں کی تلاوت و ترجمہ کا سلسلہ جاری رہا جسے ڈیڑھ صد کے قریب رفقاء و احباب نے پورے شوق اور دل جمعی کے ساتھ سنا۔ شرکاء پروگرام کے لئے ختم قرآن مجید کے موقع پر مٹھائی تقسیم کی گئی۔ بعد ازاں ملک عارف صاحب کی طرف سے تمام شرکاء کے لئے سحری کے کھانے کا اہتمام تھا' یوں نماز عشاء کے ساتھ ہونے والا یہ اختتامی پروگرام نماز فجر کی ادائیگی کے ساتھ ختم ہو گیا۔

دورۂ ترجمہ کے ساتھ ساتھ راقم اپنے گھر سے تقریباً ایک کلومیٹر فاصلے پر واقع فیروز والا گاؤں میں نماز فجر کے بعد روزانہ "پون گھنٹہ" دورانیے پر مشتمل درس قرآن کے ذریعے "دین کا جامع تصور" واضح کرنے کی کوششوں میں "حصہ بقدر جثہ" سرگرم عمل رہا۔

ماہ مقدس میں فیروز والا میں قائم کئی تعلیمی اداروں میں بھی "آمد و رفت" رہی چنانچہ "ناسا اکیڈمی" فیروز والا میں ۵۰ طلباء سے "روزہ کی حقیقت و اہمیت" کے موضوع پر خطاب کرنے کا موقع ملا۔ اسی طرح رچنا گرلز ہائی سکول میں "قرآن مجید کے فضائل" اور "ختم نبوت کا مفہوم اور تکمیل رسالت کے تقاضے" کے موضوع پر دو لیکچرز دیئے۔ ادارے کی جانب سے ان تقاریر کی آڈیو ریکارڈنگ بھی کی گئی۔ گورنمنٹ ایم پی ای ہائی سکول شاہدرہ کے ہیڈ ماسٹر جناب میاں عبدالحق کے تعاون سے سکول ھذا کے میٹرک کے طالب علموں کو جن کی تعداد ۲۵۰ سے زائد ہے قرآن مجید کے حقوق نامی کتابچہ پیش کیا گیا۔

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول فیروزوالا کی اساتذہ میں سکول ہذا کی ہیڈ مسٹریس مسز گیلانی کے توسط سے ۲۰ کی تعداد میں قرآن مجید کے حقوق نامی کتابچہ تقسیم کیا گیا۔

جامعہ مسجد الفرقان فیروزوالا اور جامع مسجد العزیز رچنا ٹاؤن میں معتکف حضرات کی خدمت میں "قرآن مجید کے حقوق" پیش کیا گیا۔

جامع مسجد حیدریہ رچنا ٹاؤن میں روزانہ بعد نماز فجر رفیق محترم افتخار احمد مختصر دورانئے پر مشتمل درس قرآن مجید دیتے رہے' جس سے مسجد کے تمام نمازی استفادہ کرتے رہے۔ موصوف اسی مسجد میں خطاب جمعہ کی ذمہ داری بھی ادا کرتے ہیں۔ محترم سید اقبال حسین' نقیب اسرہ فیروز والا نے فیروز والا گاؤں کی مسجد فاروقیہ میں ختم قرآن کے موقع پر "قرآن کی دعوت" کی موضوع پر خطاب کیا۔

تنظیم اسلامی فیروز والا کے امیر جناب حافظ علاء الدین کچھ عرصہ قبل فیروز والا سے قرآن کالج میں منتقل ہو چکے ہیں' موصوف نے قرآن کالج میں "دورۂ ترجمہ قرآن کی بے پایاں سعادت حاصل کی۔

جامع مسجد فاروقیہ امامیہ کالونی میں رفیق مکرم جناب امداد اللہ نے نماز تراویح کے بعد قرآن مجید کے مضامین بیان کرنے کی سعادت حاصل کی' اس کے لئے جامع مسجد فاروقیہ کے خطیب و مدرس اور امام مولانا شاکر ہزاروی صاحب خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جن کی حوصلہ افزائی اور پر خلوص تعاون سے دورۂ ترجمہ قرآن کا یہ پروگرام منعقد ہو سکا!

اسرہ شاہدرہ کے نقیب جناب اشفاق احمد اور رفیق مکرم ڈاکٹر محمد عابد بٹ آخری عشرے میں قرآن اکیڈمی میں اعتکاف کی سعادتوں سے فیض یاب ہوئے...... یوں رمضان المبارک کا برکتوں سے بھرپور مہینہ "تقویٰ" کی منادی کر کے ہم سے رخصت ہو گیا!! (رپورٹ : نعیم اختر عدنان)

ماہ رمضان المبارک کے دوران تنظیم اسلامی حلقہ باغ کی دعوتی سرگرمیاں

ماہ رمضان میں تنظیم اسلامی حلقہ باغ اور اس کے معاونین نے ۴ مختلف مقامات پر دروس قرآن کا اہتمام کیا۔ ان میں سرفہرست پروگرام دفتر تنظیم اسلامی باغ میں رہا۔ جس میں تنظیم اسلامی باغ کے امیر جناب زراب حسین عباسی اور رفقاء کی مساعی سے کافی تعداد میں لوگ شریک ہوئے اور انہوں نے درس قرآن' جو بذریعہ ویڈیو پیش کیا گیا' کو بہت سراہا۔ دوسری جگہ دھیر کوٹ میں اُسرہ کے نقیب جناب بشیر احمد قریشی صاحب اور دیگر رفقاء کی وساطت سے دھیر کوٹ دفتر میں درس قرآن کا اہتمام کیا گیا جو اللہ کے فضل سے کامیاب رہا۔ اسی طرح اُسرہ رنگلہ کے نقیب جناب تاج افسر صاحب کی وساطت سے رنگلہ میں بھی درسِ قرآن کا اہتمام کیا گیا جو کافی حد تک کامیاب رہا۔ سب سے بڑھ کر

دورۂ ترجمہ قرآن کا اہتمام ہمارے معاون خاص جناب انس صاحب کی وساطت سے باغ سے کافی دور فارورڈ کہوٹہ میں بذریعہ ویڈیو کیا گیا جس کا اہتمام کہوٹہ کالج میں ہوا۔ یہ پروگرام کافی حد تک کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ اس سعی و جدوجہد میں ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

(رپورٹ: زین العابدین عباسی)

میانوالی میں ختم قرآن کی محفل

۵ نومبر کو ۴ سال ۲ ماہ کے بعد قرآن مجید کا ترجمہ و تشریح جو کہ عشاء کی نماز کے بعد مسلسل ہوتا رہا' ختم ہوا۔ حافظ محمد اکرم شاہ صاحب پرنسپل کمرشل کالج مہمان خصوصی تھے۔ تقریباً ۸۰ شرکاء پروگرام میں شریک تھے۔ مغرب کے بعد پروگرام شروع ہوا۔ دسویں جماعت کے طالب علم عامر نے تلاوتِ قرآن مجید کی۔ اس کے بعد راقم نے مولانا ظفر علی خان کی نعت "دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو" بحضور سرور کونین حضرت محمد ﷺ پیش کی۔ اس کے بعد بشیر احمد صاحب نے آخری دو سورتوں کا درس دیا جس کو اکرم شاہ صاحب نے بہت سراہا کہ اگر میں نزدیک ہوتا تو روزانہ اس پروگرام میں شرکت کرتا۔ باقی لوگوں کو انہوں نے بھرپور دعوت دی کہ جو لوگ درس میں آسانی سے پہنچ سکتے ہیں وہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ پروگرام کے اختتام پر سامعین کی چائے اور حلوے سے تواضع کی گئی۔ نماز عشاء کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ: حاجی محمد عبداللہ)

جڑانوالہ میں ہونے والے دعوتی پروگرام

جڑانوالہ کے ملتزم رفیق حافظ شفیق احمد صاحب کی کوششوں سے جڑانوالہ میں دعوتی کام کرنے کا ایک حلقہ قائم ہوا ہے۔ جس کے تحت ماہ اکتوبر میں دعوتی کام کی رپورٹ درج ذیل ہے۔

ہفتہ وار درس قرآن مقامی ہسپتال میں ڈاکٹر محمد رفیق مسلم صاحب کے تعاون سے منعقد ہوتا ہے۔ یکم اکتوبر کے درس میں ۱۳ احباب نے شرکت کی۔

۳ اکتوبر بروز منگل ہفتہ وار درس قرآن جامع مسجد حیدر کرار جڑانوالہ میں ہوا۔

۶ اکتوبر بروز جمعہ خطاب جمعہ کے علاوہ بعد نماز مغرب لیاری کالونی میں درس قرآن حافظ ہوا۔

۸ اکتوبر کو مقامی ہسپتال میں پروفیسر خان محمد صاحب نے عظمت قرآن مجید کے موضوع پر درس دیا۔ ۱۰ اکتوبر بروز منگل ہفتہ وار درس قرآن جامع مسجد حیدر کرارؓ میں ہوا۔ ۱۵/ اکتوبر کو کامیاب ہسپتال میں پروفیسر خان محمد صاحب نے سورۃ العصر کے موضوع پر درس دیا۔ ۱۷/ اکتوبر کو جامع مسجد کے ساتھ لائبریری کا افتتاح ہوا۔ اس میں بذریعہ ویڈیو درس قرآن ہوا۔ ۱۸/ اکتوبر بروز بدھ درس قرآن بمقام چک نمبر ۲۸ میں ہوا۔ ۲۰ اکتوبر کو خطاب جمعہ کے علاوہ ہفتہ وار درس قرآن لیاری کالونی میں ہوا۔ ۲۴ اکتوبر بروز منگل ہفتہ وار درس قرآن بمقام مسجد لائبریری بذریعہ ویڈیو درس ہوا۔ ۲۵ اکتوبر بروز بدھ درس قرآن بمقام چک نمبر ۲۸ میں ہوا۔ ۲۷ اکتوبر کو خطاب جمعہ کے علاوہ بعد نماز مغرب لیاری کالونی میں درس قرآن ہوا۔ ۳۱ اکتوبر کو مسجد لائبریری میں درس قرآن بذریعہ ویڈیو ہوا۔

گوشہ خواتین

ماہِ رمضان میں خواتین کیلئے دورۂ ترجمہ قرآن کا ایک خصوصی پروگرام

یوں تو متعدد رفیقات تنظیم اسلامی نے اپنے طور پر لاہور کے مختلف مقامات میں ماہ رمضان میں دورۂ ترجمہ قرآن کا مکمل یا جزوی انعقاد کیا۔ ان پروگراموں کی مکمل رپورٹ تو ہمارے پاس پہنچ نہیں پائی' تاہم اس سلسلے میں موصول ہونے والی ایک رپورٹ پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

الحمد للہ! اس سال رمضان المبارک میں منصورہ کے بالمقابل نئی بستی برمکان "الجاوید شاب سٹریٹ" خواتین کا دورہ ترجمہ قرآن کا پروگرام ہوا۔

پروگرام کا وقت صبح ۹ بجے تا ساڑھے گیارہ بجے تھا اور ترجمہ قرآن کی سعادت طاہرہ رحمت بنت رحمت اللہ بٹر نے حاصل کی۔ الحمد للہ پروگرام کافی کامیاب رہا۔ شروع میں خواتین کی تعداد ۲۰' ۲۲ رہی جو درمیان میں کچھ کم ہو کر ۱۵ سے ۲۰ تک ہو گئی لیکن آخری عشرہ میں دوبارہ حاضری ۲۰ تا ۲۵ تک جا پہنچی۔

تاثرات

خواتین نے اس پروگرام کو کافی مفید پایا۔ شرکاء خواتین میں سے مسز جاوید (جن کے گھر یہ پروگرام منعقد ہوا) نے کہا کہ یہ اللہ کا خاص کرم ہے کہ اس پروگرام کے لئے میرے گھر کا انتخاب ہوا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں اب معلوم ہوا ہے کہ ہم بہت سی دین کی باتیں جو سنتے آئے تھے' حقیقت میں بہت مختلف ہیں' اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کا براہ راست نزول ہم پر ہو رہا ہے اور ہماری حقیقت اور دل کے بھید ہم پر ظاہر ہو رہے ہیں۔

ایک اور بہن نے کہا کہ الحمد للہ یہ پہلا موقع ہے کہ ہم نے پورے قرآن کا ترجمہ سنا۔ مدرسہ کا انداز بیان ایسا تھا کہ ہمارے ذہنوں کو بدل کر رکھ دیا ہے۔

بہن خورشید بلال کا کہنا تھا کہ خدا کرے ہر سال ایسے ہی رمضان آئے اور ہم ان کی آواز کے ذریعے دوبارہ قرآن کا ترجمہ سنیں۔

(رپورٹ: رفعت ناہید)

انتقال پر ملال

تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر ۳ کے رفیق جناب محمد ادریس صاحب کے والد محترم رحلت فرما گئے ہیں۔ رفقاء و احباب ان کی مغفرت' بلندی درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔

ڈیرہ اسماعیل خان کے رفیق تنظیم جناب صادق بھٹی کے بھانجے کا بیٹا مورخہ ۳۰/ نومبر ۲۰۰۰ء کو پشاور میں تین ماہ زیر علاج رہنے کے بعد انتقال کر گیا ہے۔ رفقاء و احباب سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

دعائے صحت کی اپیل

عاصم افضال' تنظیم اسلامی لاہور وسطی' کی والدہ ماجدہ سخت علیل ہیں۔ قارئین کرام سے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

ضرورت رشتہ

تنظیم کے رفیق کی صاحبزادی' عمر ۱۹ سال' تعلیم بی اے' امور خانہ داری میں ماہر' صوم و صلوٰۃ کی پابند اردو سپیکنگ کے لئے رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: محمد نسیم الدین' امیر حلقہ سندھ زیریں' تنظیم اسلامی حق اسکوائر' عقب اشفاق میموریل ہسپتال' یونیورسٹی روڈ' گلشن اقبال کراچی فون: ۴۹۹۳۲۴۷

بیٹی' عمر ۱۸ سال' لاہور کالج میں تھرڈ ایئر کی طالبہ کے لئے قابل اور اعلیٰ سیرت کا حامل رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: شیخ عبداللہ مسعود قریشی
167۔ اورنگزیب بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن لاہور
فون: 5836970

تعلیم ایم اے' گورنمنٹ کالج میں ملازم' عمر ۲۷ سال' خلع یافتہ' لاہور میں ذاتی مکان رکھنے والی بیٹی کے لئے مناسب رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: سردار اعوان
معرفت ندائے خلافت لاہور

UNDERSTANDING SECULARISM

By: Amina Nasim Khawaja

Secularists say that the whole confusion springs from the inaccurate translation of secularism. Let us just reflect on that a little to detect where exactly the confusion lies. Irfan Hussain in his article "Concept of secularism" (Dec 2) quotes Websters Third New Intentional Dictionary as defining secularism in the defines following words: "A system of social ethics based upon a doctrine that ethical standards and conduct should be determined exclusively with reference to present life and social well-being without reference to religion".

Islam is a ***Deen*** as it embraces each and every one of the diverse facets of individual and collective existence and not a ***Religion,*** which restricts itself entirely to the relationship between man and God and does not venture beyond that.

Now, while determining the framework of social ethics, if we choose not to take Islam into consideration at all, declaring with a casual shrug of the shoulders that it is just a 'private matter', we are accepting Islam only in a very narrow sense of the word. So there is nothing wrong really with translating secularism as "Ladinyat" because that it precisely what it is. What is wrong and terribly so is our attitude because we snatch from Islam the status that it insists it has. By suspending and holding in abeyance its large and vital part related to the state and society, we are rendering ineffective a vibrant force that can change the destiny of man. By incarcerating it within suffocatingly narrow limits, we are killing its very spirit.

The high and impregnable wall that some of our intellectuals aspire to erect between state and religion was razed to the ground by the Prophet Muhammad (SAW) who was simultaneously the head of the state.

In the words of the French historian Lamartine:

"Philosopher, orator, apostle, legislator, warrior, conqueror of ideas, restorer of rational dogmas, of a cult without images, the founder of twenty terrestrial empires and of one spiritual empire, that is Muhammad. As regards all standards by which human greatness may be measured, we may well ask, is there any man greater than him"?

(Courtesy: daily "DAWN" January 10, 2001).

علومِ عمرانی کے میدان میں دورِ جدید کے گمراہ کن نظریات کے مدلل ابطال اور
قرآن کے فلسفہ و حکمت کو اعلیٰ علمی سطح پر پیش کرنے کی ضرورت و اہمیت
کے موضوع پر

تین روزہ فکری و نظری ورکشاپ

10 تا 12 مارچ 2001ء ' قرآن کالج آڈیٹوریم ' لاہور

(اتا ترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن) میں منعقد ہو گی۔ ان شاء اللہ
تنظیم اسلامی اور مرکزی انجمن کے اُن وابستگان کے ساتھ ساتھ کہ جو اس موضوع سے خصوصی دلچسپی رکھتے ہوں ' اس ورکشاپ میں ان رفقاء و احباب کے لئے بھی خصوصی دعوت ہے کہ جو گزشتہ پندرہ سالوں کے دوران قرآن اکیڈمی لاہور کے

دو سالہ یا ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کی تکمیل

کر چکے ہوں۔ ایسے تمام حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اس ورکشاپ میں شرکت کے لئے ضرور وقت نکالیں اور اپنی آمد سے جلد از جلد مطلع فرمائیں تاکہ بیرونِ لاہور سے آنے والے شرکاء کے قیام و طعام کا مناسب بندوبست کیا جا سکے!

المعلن: حافظ عاکف سعید ' مدیر اکیڈمی
مرکزی انجمن خدام القرآن ' 36۔کے ' ماڈل ٹاؤن لاہور ' فون : 5869501-03

Regd. CPL No.127

Vol : 10 No.3

WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

افہام و تفہیم

✪ کیا بلڈنگ کرایہ پر دینا اور لینا سود ہے؟

✪ "بیع سلم" اور "بیع مرابحہ" میں کیا فرق ہے؟ ✪ کیا علوم پڑھے بغیر مدرس کا درس قرآن دینا جائز ہے؟

قرآن آڈیٹوریم میں ہفتہ وار درس قرآن کے بعد امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے سوال وجواب کی نشست

✪ **س** : "بیع سلم" اور "بیع مرابحہ" میں کیا فرق ہے؟

✪ **ج** : "سلم" تسلیم کرنے اور رقم پوری کی پوری دے دینے کے معانوں میں آتا ہے۔ بیع سلم میں ہوتا یہ ہے کہ مثلاً آپ کسی سے آئندہ کا سودا کرتے ہیں کہ اگلے سال آپ مجھے ایک ہزار من گندم دیں گے۔ فرض کیجئے کہ اس کی قیمت پانچ سو روپے من کے حساب سے طے کی جاتی ہے۔ سودا طے ہونے کے بعد کل رقم پوری کی پوری ابھی ادا کرنی پڑے گی۔ اس میں یہ نہیں ہو گا کہ خاص شرح یا فیصد کے حساب سے کچھ رقم ابھی دے دی اور سودا طے کر لیا کہ بقایا رقم گندم کی وصولی کے وقت ادا کر دی جائے گی۔ پوری رقم ادا کئے بغیر اگر سودا کیا گیا ہے تو یہ صورت شرعاً درست نہ ہو گی۔ اب اس بات کا امکان ہے کہ آپ نے جو سودا پانچ سو میں کیا ہے ایک سال بعد اس گندم کی قیمت ساڑھے چار سو روپے ہو جائے۔ ایسی صورت میں آپ کو گھاٹا ہو گیا۔ دوسرا امکان یہ ہے کہ اُس وقت قیمت بڑھ کر چھ سو روپے من ہو جائے۔ اس اضافے سے اب یہ سودا آپ کے لئے فائدے مند ہو جائے گا۔ یعنی "بیع سلم" میں فائدہ اور نقصان دونوں کے امکانات موجود ہیں۔

بیع مرابحہ کی صورت یہ ہے کہ آپ کی کسی سے یہ بات طے ہو جائے کہ بھائی آپ میرے لئے فلاں چیز خرید لیں کیونکہ میں مارکیٹ سے واقف نہیں ہوں یا میرے پاس ٹائم نہیں ہے۔ آپ اس شخص پر اعتماد کرتے ہیں لہٰذا آپ اس سے طے کرتے ہیں کہ آپ کو میں آپ کی محنت کے عوض اتنے فیصد رقم زیادہ دے دوں گا۔ بیع مرابحہ ایک طرح کی وکالت ہی ہے جو کہ فی الاصل جائز ہے۔

تاہم میرے نزدیک بیع موجل اور بیع مرابحہ کی جو شکلیں اس وقت جائز سمجھی جا رہی ہیں وہ سود سے مکمل طور پر پاک نہیں ہیں اور موجودہ نام نہاد اسلامی بینکنگ بھی اکثر و بیشتر انہی دو کے بل پر قائم ہے۔ واللہ اعلم!

✪ **س** : کیا بلڈنگ کرایہ پر دینا یا لینا سود ہے؟

✪ **ج** : یہ سود نہیں ہے اس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ بلڈنگ میں آپ کا روپیہ ایک فکس شکل میں آچکا ہے یعنی اب اس کے اندر کمی وبیشی کا امکان کم ہے۔ لیکن اگر وہی روپیہ آپ نے کسی شخص کو کاروبار کے لئے دے دیا ہے تو ہو سکتا ہے کہ پانچ لاکھ کا بیس لاکھ بن جائے، ممکن ہے وہ پانچ لاکھ ہی رہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ساری رقم ڈوب جائے۔ قرض پر دی گئی اس رقم پر خاص شرح سے جو کرایہ یا نفع لیا جائے گا وہ سود ہو گا۔ مکان میں تو چونکہ خاص مدت تک کے لئے رہنا ہے، اس میں سکونت اختیار کرنے کے بدلے کی صورت میں جو کرایہ ادا کرنا ہے وہ سود کے زمرے میں نہیں آئے گا۔ نقد رقم پر جو نفع یا کرایہ لیا جائے گا وہ سود ہوتا ہے۔

البتہ "مکہ کی اراضی" کے کرائے کے بارے میں حدیث موجود ہے ((من اکل کراء ارض مکة فقد اکل الربا)) "جس شخص نے مکے کی زمین کا کرایہ کھایا اس نے سود کھایا"۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں آدمی حج کے لئے جاتا ہے۔ اس سے ارض مکہ کا کرایہ وصول کرنا جائز نہیں۔

✪ **س** : ایک مفتی صاحب کا کہنا ہے کہ آج کل کئی

(باقی صفحہ ۲ پر)

اکیسویں صدی کے آغاز پر

تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام، پاکستان کے قلب لاہور میں

انٹرنیشنل خلافت کانفرنس

کا انعقاد ان شاء اللہ العزیز

28 جنوری 2001ء ، بروز اتوار، صبح ساڑھے نو بجے

ایوان اقبال میں ہو گا

جس میں ملت اسلامیہ کے نامور سکالرز، علماء کرام اور دانشور حضرات امت مسلمہ کو درپیش مسائل اور دور حاضر کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے قیام خلافت کی اہمیت وضرورت کی وضاحت اور اس کے لیے لائحہ عمل پیش کریں گے

شرکت کی عام دعوت ہے